از مولانا قاضی اطہر مبارکپوری

برِ صغیر پاک و ہند میں اسلام

فاتح سندھ حضرت محمد بن قاسم ثقفی

حضرت بن قاسم بن حکم بن ابو عقیل ثقفی رحمۃ اللہ علیہ مشہور اموی گورنر حجاج بن یوسف ثقفی کے رشتہ ں بھائی ہوتے تھے۔ حجاج نے خلیفہ ولید بن عبد الملک کے زمانہ میں ان کو ملک "رے" بھیجا۔ تاکہ وہاں ی مہم کو سر کریں۔ اور باغیوں کی سرکوبی کر کے امن و امان قائم کریں۔ اس وقت ان کی عمر صرف سترہ سال کی تی۔ پھر ۹۳ ہجری میں وہیں سے سندھ کی طرف جانے کا حکم دیا۔ تاکہ وہاں جا کر راجہ داہر کی بد عہدی و بدامنی کے خلاف فوجی کارروائی کریں۔ حجاج نے اس عظیم مہم کے لئے ہر قسم کا سامان مہیا کیا۔ حتیٰ کہ سوئی دھاگا اور ری کو سرکہ میں تر کر کے خشک کرایا تاکہ خشک روئی تر کر کے سرکہ استعمال کریں۔

محمد بن قاسم جمعہ کے دن ۱۰ رمضان ۹۳ھ میں سندھ کے مرکزی شہر دیبل میں پہنچے اور معرکہ عظیم کے بعد سے فتح کیا۔ خلیفہ ولید بن عبد الملک کے پورے دور میں محمد بن قاسم سندھ میں فتوحات حاصل کرتے رہے جب سلیمان بن عبد الملک کا زمانہ آیا تو اس نے ان کی جگہ سندھ کے لئے یزید بن ابی کبشہ سکسکی کو گورنر مقرر کیا۔ اور محمد بن قاسم کو قبائلی رقابت میں گرفتار کیا۔ جس وقت ان کی گرفتاری ہوئی۔ سندھ کے تمام باشندوں جن میں مسلم غیر مسلم سب ہی شامل تھے اس حادثہ پر غم منایا۔ ان کی یادگار کے لئے ان کا مجسمہ بنایا۔ ۹۶ھ میں شہر واسط کے قیدخانہ میں ان کا کام تمام کر دیا گیا۔

علامہ بلاذری نے فتوح البلدان میں سندھ کی فتوحات کے بیان میں اس زمانہ کے ڈاک کے انتظام کے رے میں لکھتے ہیں۔

وكانت كتب الحجاج ترد على محمد
وكتب محمد ترد عليه بصفة ما قبله
واستطلاع رائه فيما يعمل به في
كل ثلاثة ايام (فتوح البلدان ص ۴۴۲)

حجاج بن یوسف اور محمد بن قاسم کے خطوط
ہر تیسرے دن آتے جاتے تھے۔ جن میں صورت
حال کا بیان اور آئندہ کے لئے مشورہ ہوا کرتا
تھا۔

مسلمانوں کو دنیا کی زمام حکومت سنبھالے ہوئے ابھی سو سال بھی پورے نہ ہوئے تھے اور ڈاک کا یہ انتظام کہ ہر تیسرے دن ملک شام اور ملک سندھ کے درمیان خطوط آتے جاتے تھے۔ بادبانی جہازوں کے ذریعہ ہر تیسرے دن تقریباً دو ہزار میل کی بحری ڈاک پہنچتی تھی۔ دنیا حیرت میں ہے کہ عربوں نے اس قدر جلد کیسے علم و فن پر قبضہ کر لیا۔

ڈریپر لکھتا ہے۔ ''ہمیں رہ رہ کر تعجب ہوتا ہے کہ عربوں کا وحشیانہ تعصب کیونکر اس قدر جلد تحصیل علوم و فنون کی زبردست خواہش کی شکل میں بدل گیا۔ (معرکہ سائنس و مذہب ص ۱۶۱)

بات پر بات یاد آتی ہے۔ مارچ ۱۹۸۴ء میں حکومت پاکستان نے چند ہندوستانی اہل علم و تحقیق کو سندھ کے اسلامی کردار پر ایک سیمینار میں دعوت دی تھی اور صدر مملکت جناب محمد ضیاء الحق صاحب نے اس وفد کے لئے سرکاری دورہ کا انتظام کرایا تھا جس میں راقم الحروف خاص طور سے مدعو تھا۔ یہ وفد پاکستان کے تقریباً ہر بڑے شہر اور تاریخی مقامات پر گیا۔ چنانچہ دیبل بھی جانا ہوا۔ کراچی اور ٹھٹھہ کے درمیان شاہراہ عام سے ہٹ کر ایک ناہموار سڑک بھنبھور گئی ہے۔ یہی دیبل شہر تھا جو سمندر کی ایک کھاڑی (خور) پر واقع ہے۔ یہاں پر ہندوستان کا عظیم بت خانہ تھا۔ اور یہ شہر دیول (دیبل) کہا جاتا تھا۔ پورا شہر اکہم فصیل سے محفوظ تھا۔ یہاں کے بت خانہ پر جو جھنڈا لہراتا تھا اتنا بڑا تھا کہ اس کا قطر پورا شہر تھا۔ آثار قدیمہ کی طرف سے میلوں تک کھدائی ہوئی ہے جس کے نیچے سے قدیم آثار نکلے ہیں فصیل کی دیوار موجود ہے۔ ساتھ ہی ایک میوزیم ہے جس میں یہاں کے تاریخی آثار محفوظ کئے گئے ہیں۔ وسط شہر میں ایک مسجد کے فرش کی چٹان نکلی ہے جس پر محکمہ آثار قدیمہ کی طرف سے ایک بورڈ آویزاں ہے اس پر لکھا ہے یہ جنوب مشرقی ایشیا کی سب سے قدیم مسجد ہے۔ ہم لوگ ٹھٹھہ سے واپسی پر عصر اور مغرب کے درمیان وہاں پہنچے۔ راقم نے شیروانی بچھا کر اس مسجد کے فرش پر دو رکعت نماز ادا کی۔ اور اپنی آنکھ سے اسلامی ہند کے اس عظیم تاریخی شہر کے کھنڈر دیکھے جس کے بارے میں اپنے قلم سے بہت کچھ لکھا ہے۔ میوزیم سے بعض پتھروں کے کتبے بھی نوٹ کئے۔ اور بہت دیر تک وہاں رہ کر اپنی قدیم تاریخ کے صفحات ذہن میں الٹتے رہے۔ مغرب کی نماز پڑھ کر کراچی واپس ہوئے۔

اسلام میں باقاعدہ تصنیف وتالیف اور ہندوستان لکھنے پڑھنے کا رواج حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں شروع ہو گیا تھا۔ اور کئی صحابہ قرآن کریم کے علاوہ آپ کی احادیث بھی لکھ لیا کرتے تھے جو صحیفوں کی صورت میں ان کے پاس محفوظ تھے۔ مگر باقاعدہ تصنیف وتالیف کا رواج نہ تھا۔ دوسری صدی کے وسط میں باقاعدہ تصنیف وتالیف کا سلسلہ شروع ہوا اور فقہی ترتیب پر احادیث کی کتابیں مرتب و مدون ہونی شروع ہو گئیں۔

چنانچہ مندرجہ ذیل مقامات پر مندرجہ ذیل ائمہ دین نے کتابیں لکھیں
مکہ مکرمہ میں امام ابن جریج متوفی ۱۵۰ھ
یمن میں امام معمر بن راشد متوفی ۱۵۳ھ
بصرہ میں امام سعید بن ابی عروبہ متوفی ۱۵۲ھ اور ربیع بن صبیح بصری متوفی ۱۶۰ھ
مدینہ منورہ میں اسی زمانہ میں امام موسیٰ بن عقبہ متوفی ۱۴۱ھ اور امام محمد بن اسحاق متوفی ۱۵۱ھ نے سیر مغازی پر کتابیں لکھیں۔
شام میں امام اوزاعی متوفی ۱۵۷ھ
خراسان میں امام عبداللہ بن مبارک متوفی ۱۶۷ھ
کوفہ میں امام سفیان ثوری متوفی ۱۶۱ھ
رے میں امام جریر بن عبدالحمید متوفی ۱۸۸ھ
واسط میں امام ہشیم متوفی ۱۸۳ھ
نیز تقریباً اسی زمانہ میں مدینہ منورہ میں امام مالک متوفی ۱۷۹ھ نے مؤطا تصنیف کی اور وہیں ابومعشر سندھی مدنی متوفی ۱۷۰ھ کتاب المغازی لکھی۔ (تذکرۃ الحفاظ، مقدمہ فتح الباری وغیرہ)

ان ائمہ تصنیف و تابعین میں دو حضرات کا تعلق ہمارے ملک سے ہے۔ امام ابوالمعشر عبدالرحمٰن بن نجیح سندھی رحمۃ اللہ علیہ سندھ کے باشندے تھے۔ ان کا رنگ سیاہ تھا زبان میں عجمی لکنت تھی۔ مدینہ منورہ میں مستقل قیام تھا۔ مہدی آپ کو بغداد لے گیا۔ اور وہیں آپ نے انتقال فرمایا۔ دوسرے بزرگ ربیع بن صبیح بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۶۰ھ میں باربد ضلع بھڑوچ (گجرات) میں جہاد میں شرکت کی اور واپسی پر یہیں ایک مقام پر فوت ہو گئے۔ ان دونوں بزرگوں کے مستقل حالات ہماری کتاب "مآثر و معارف" میں درج ہیں۔

ہندی زبان میں قرآن کا پہلا ترجمہ بزرگ بن شہریار ناخدا نے اپنی کتاب عجائب الہند میں لکھا ہے کہ دولت ھاریہ منصورہ (سندھ) کے حکمران عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز ہباری کے پاس ۲۷۰ھ میں الور (اروڑ سندھ) کے راجہ مہروق بن رائق نے لکھا ہے کہ وہ راجہ کو اسلامی شریعت اور احکام ہندی زبان میں شرح و بسط کے ساتھ بیان کرے۔ عبداللہ بن عمر ہباری نے ایک عالم کو بلایا جو منصورہ میں مقیم تھا۔ وہ نہایت ذہین و طباع اور اچھا شاعر تھا۔ یہاں کی مختلف زبانوں سے واقف تھا۔ اس کو راجہ کے پاس بھیجا۔ واپسی پر اس عالم نے بیان کیا کہ راجہ مہروق بن رائق نے مجھ سے ہندی زبان میں قرآن کریم کی تفسیر بیان کرنے کی فرمائش کی۔ اور جب سورہ یٰس کی اس آیت پر پہنچا قال من یحیی العظام وھی رمیم۔ قل یحییھا الذی انشاھا اول

مرّہ۔ وھو بکلّ خلق علیہ۔ وہ تخت سے اترا اور رخسار زمین پر رکھ دیئے اور روتا رہا۔ پھر کہا کہ یہی رب معبود اول و قدیم ہے۔ اس کا نہ کوئی شریک ہے، نہ مثیل۔ راجہ ایک مخصوص کمرہ میں نماز پڑھتا ہے وہ قلب و زبان سے مسلمان ہوگیا ہے مگر حالات کی نزاکت اور سلطنت کے خیال سے اسلام کا اظہار نہیں کیا۔

(عجائب الہند ص ۳ طبع یورپ)

یہ تیسری صدی کے آخر کا واقعہ ہے۔ اس زمانہ تک کسی عجمی زبان میں قرآن کریم کا مستقل ترجمہ یا تفسیر کا پتہ نہیں چلتا۔ البتہ اس دور میں اور اس سے پہلے فارسی زبان میں بعض آیات کے ترجمہ و تفسیر کی یہی نظیر سندھ میں ملتی ہے جو مسلمانان ہند کے دینی و علمی مفاخر میں سے بہت اہم چیز ہے۔

ہندی علوم و فنون | قدیم زمانہ سے اہل عرب ہندوستان کو علم و دانش کا سرچشمہ سمجھتے تھے۔ ابتدا میں قدیم عربوں کی تجارتی آمد و رفت کے ذریعہ یہاں کے علوم و فنون کا کچھ حصہ عربوں کو ملا۔ اسلامی فتوحات کے بعد یہ سلسلہ عام ہوا اور جانبین میں علمی و فنی تبادلہ ہوا۔ نجوم و حساب اور فلسفہ کی کئی کتابوں کا ترجمہ خلیفہ منصور اور ہارون الرشید کے دور میں ہوا۔ کچھ پہلوی زبان کے واسطہ سے اور کچھ سنسکرت سے بلا واسطہ کے۔ ریاضی اور نجوم و فلکیات پر سدھانت کا ترجمہ منصور کے زمانہ میں فزاری نے ہندی اہل علم کی مدد سے عربی میں کیا۔ یہ ترجمہ ایک مدت تک عرب ماہرین فلکیات کے استعمال میں رہا۔ محمد بن موسیٰ خوارزمی نے خلیفہ مامون کے حکم سے نجوم کی ایک کتاب کا ترجمہ کیا۔ اور اس پر اپنے حواشی سے قیمتی اضافہ کیا۔

ہندی زبان کی پہلی لغت | ملّا کاتب چلپی نے کشف الظنون میں "آداب الفضلاء فی اللغۃ" نام کی ایک کتاب کا پتہ دیا ہے جس کے مصنف شیخ قاضی خاں محمود دہلوی ہیں۔ جو شیخ قطب الدین مکّی کے اجداد میں سے ہیں۔ قاضی محمود خاں دہلوی نے ۸۴۳ھ میں انتقال کیا۔ چلپی نے لکھا ہے کہ آداب الفضلاء فی اللغۃ کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم میں فارسی زبان کے الفاظ کی تفسیر و توضیح پہلے عربی زبان میں کی گئی ہے۔ پھر ہندی زبان میں اسی کے معانی و مطالب بیان کئے گئے ہیں۔ (کشف الظنون ج ا ص ۱۷)

ہمارے علم میں ہندوستان میں ہندی اور عربی کی یہ پہلی لغت کی کتاب ہے۔ جو فارسی زبان میں لکھی گئی ہے۔ راقم کے پاس بالکل اسی کی لغت کی ایک قلمی کتاب کا ناقص نسخہ موجود ہے۔ غالبًا گمان ہے کہ یہ "آداب الفضلاء فی اللغۃ" ہے۔ تحقیق و تلاش کے بعد اس کی مزید معلومات ہو سکتی ہیں۔

شیخ ابراہیم ہندی یمنی | علامہ شوکانی نے البدر الطالع میں لکھا ہے۔ کہ شیخ ابراہیم بن صالح ہندی صنعانی نے اپنے زمانہ کے بلا مقابلہ عربی زبان کے سب سے بڑے شاعر تھے۔ ان کے اشعار کا دیوان ضخیم جلد میں ہے میں نے اس کا مطالعہ کیا ہے اس میں اونچے، درمیانی اور ادنیٰ درجہ کے اشعار پائے۔ اور بلند پایہ اشعار زیادہ ملے

شیخ ابراہیم مدح و حماسہ میں مشہور شاعر متنبی کے مانند ہیں۔ ان کے والد ہندوستان کی بنیا قوم کے مزدور تھے۔ جو یمن کے شہر عدن آ میں چلے آئے تھے۔ یہاں پر انہوں نے آل امام کے کسی فرد کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا تھا۔ اور ہندار مسلمان بن گئے تھے۔ ان کے صاحبزادے ابراہیم کا بچپن علم و ادب میں گذرا۔ ان کے زہد و تقویٰ اور عبادت و ریاضت کا یہ حال تھا کہ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو چہرہ زرد ہو جاتا۔ سلاطین آل امام کی مدح سرائی کیا کرتے تھے۔ سلطان مہدی کے دور میں دونوں میں ان بن ہو گئی۔ ایک مرتبہ شیخ ابراہیم اس کی مجلس میں گئے اس نے کہا کس کی سفارش لے کر آئے ہیں؟ شیخ ابراہیم نے قرآن شریف نکال کر کہا کہ اسی کی سفارش لایا ہوں۔ یہ دیکھ کر مہدی نے کہا کہ آپ کی سفارش منظور ہے۔ لیکن آج کے بعد میں آپ کو نہ دیکھوں۔ یہ اسلام کا فیض تھا کہ ہندوستان کا ایک بنیا زادہ علم و عمل کے اس بلند مقام پر پہنچا کہ شاہی دربار سے متعلق رہا اور شعر و ادب میں عربی زبان کے مشہور عالمی شاعر متنبی کے ہم پایہ مانا گیا۔ اس طرح کتنے ہی ہندی اسلام کی بدولت آسمان علم و فضل پر شمس و قمر بن کر چمکے اور یہاں کے سیاہ خانوں سے نکل کر عالمی وسعتوں میں اپنا مقام پیدا کیا۔

ہندوستان کی پہلی دو مسجدیں | یوں تو مسلمانوں کا تعلق ہندوستان سے پہلی ہی سے شروع ہو گیا تھا عربی تاجر یہاں کے ساحلی مقامات سے ہوتے ہوئے مکران، سندھ، مالابار، سراندیپ اور چین تک نکل جاتے تھے اسی طرح یہاں کے تاجر عرب کے دور دراز بازاروں میں پہنچ جاتے تھے۔ پہلی صدی گذرتے گذرتے یہاں مسلمانوں کی آمد و رفت بہت زیادہ ہو گئی۔ اور سراندیپ (سری لنکا) میں تو بہت پہلے سے مسلمان تاجر آباد ہو گئے تھے یہاں سب سے پہلی مسجد ۹۲ھ کے بعد تعمیر ہوئی۔ جب کہ محمد بن قاسم ثقفی نے سندھ کے شہر دیبل کو فتح کیا اور پہلی مسجد بنائی۔ مشہور مورخ ابو الحسن بلاذری نے لکھا ہے

واختط محمد للمسلمین بہا، وبنی مسجداً وانزلہا اربعۃ آلاف۔	محمد بن قاسم نے دیبل میں مسلمانوں کے لئے ایک علاقہ تجویز کیا اور مسجد بنائی اور وہاں پر چار ہزار مسلمانوں کو آباد کیا۔
(فتوح البلدان ۴۳۵)	

اس کے بعد محمد بن قاسم نے سندھ کے شہر الور (اروڑ) کو فتح کیا جو ایک پہاڑی ٹیلہ پر تھا اور یہاں بھی ایک مسجد تعمیر کی۔

بلاذری نے اس کو یوں بیان کیا ہے۔

ووضع الخراج بالرور، وبنی مسجداً	اور الرور فتح کر کے مقامی باشندوں پر خراج لگایا اور ایک مسجد تعمیر کی۔
(فتوح البلدان ۴۳۷)	

دیبل اور الرور کی یہ دونوں مسجدیں اس سرزمین پر اسلام کی پہلی مسجدیں تعمیر کیں۔

مارچ ۱۹۸۴ء میں راقم حکومت پاکستان کی دعوت پر وہاں کے تاریخی مقامات اور اسلامی آثار کی زیارت سے مشرف ہوا تھا۔ اسی سلسلہ میں ان دونوں مقامات کی سیر کی اور ان مسجدوں کی زیارت بھی کی۔ دیبل، کراچی اور ٹھٹھہ کے درمیان میں شاہراہ سے مشرقی جانب واقع ہے۔ وہاں پہنچ کر دو رکعت نماز ادا کی۔ جیساکہ پہلے ہوا۔ اسی سفر میں جمعہ کے دن اروڑ حاضری ہوئی۔ سکھر شہر کے جنوب مشرق میں دریائے سندھ کے پار ایک ٹیلہ پر قدیم مسجد کے نشان ہیں۔ مسجد کی نوعیت ظاہر ہے۔ ایک بڑے مجمع کے ساتھ حاضری ہوئی۔ مسجد کے ٹوٹے پھوٹے حصہ میں شروانی بچھا کر دو رکعت نماز ادا کی۔ اور حاضرین کے سامنے اس مقام و مسجد کی اسلامی تاریخ پر مختصر سی تقریر کی۔ اسی وقت حکومت پاکستان کی طرف سے یہ اعلان ہوا کہ حکومت چھ لاکھ روپیہ کی امداد اس مسجد کو پیش کر رہی ہے جس سے اس کی جدید تعمیر ہو گی ✠

بقیہ : صفحہ

۲۔ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

۳۔ اور معوذتین پڑھنے کا معمول بنا لینا چاہیئے۔

امام اعظم ابوحنیفہ کا معمول امام اعظم ابوحنیفہؒ کا تو ہر نماز کے بعد دفع شر شیاطین سے حفاظت اور مظالم سے پناہ و نجات کی خاطر یہ آیت پڑھنے کا معمول تھا۔ اور مجھے بھی یہ بے حد پسند ہے اور زندگی بھر اس کو معمول بنا رکھا ہے۔ اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّیْ وَرَبِّكُمْ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِهَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّاۤ اُرْسِلْتُ بِهٖۤ اِلَیْكُمْ وَیَسْتَخْلِفُ رَبِّیْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَیْــٴًـا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ ۝

آیت کریمہ کے ترجمہ پر غور کیا جائے تو ایمان تازہ ہوتا ہے اور یقین بڑھتا ہے۔ خدا کی ذات پر توکل و بھروسہ ہر دابہ کا ناصیہ، ہر طاقت کی شہ رگ اللہ کے ہاتھ میں ہے شیر ہو، کتا ہو، درندہ ہو، ظالم حکمران ہو جن ہو کوئی طاقت ہو سب اللہ کے قبضہ میں ہیں اس کے سامنے سب بے بس ہیں ان کا پکڑنا کوئی قدرت الٰہی سے بعید نہیں مگر ڈھیل دینا اس کی حکمت و مصلحت ہے۔ آپ اپنا کام کرتے جائیے دنیا کی سب طاقتیں مل کر بھی کوئی ذرہ برابر نقصان بھی نہیں پہنچا سکتیں جب اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو، وہی محافظ وہی ولی اور وہی نگہبان ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ اسے صبح و مغرب کی نماز کے بعد پڑھا کرتے تھے۔ آپ سب اس کو پڑھا کریں اللہ کریم اس کی برکتوں سے نظر کرم فرمائے گا ✠